OPEN ACCESS

Al-Marjān Research Journal

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan
المرجان ریسرچ سنٹر، لاہور

HEC HJRS
ہائیر ایجوکیشن کمیشن پاکستان
سے Y کیٹیگری منظور شدہ

Open Access
Al-Marjān
Research Journal
ISSN(e): 3006-0370
ISSN(p): 3006-0362
al-marjan.com.pk

خصوصی شمارہ برائے "اجتہاد و اصولہ"

A Critical and Analytical Study of the Scope of Talfiq in the Reconstruction of Islamic Jurisprudence

فقہ کی تشکیل نو میں تلفیق کے دائرہ کار کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

Authors Details

1 . Hafiz Muhammad Jaffer
PhD Scholar, Government College University, Faisalabad, Pakistan.
Email: Jafferrafiq09@gmail.com

Citation
Jaffer, Hafiz Muhammad. " A Critical and Analytical Study of the Scope of Talfiq in the Reconstruction of Islamic Jurisprudence ". "*Al-Marjān Research Journal* 4, no.1, Jan-Mar (2026): 92–109.

Submission Timeline
Received: Jul 25, 2025
Revised: Otc 08, 2025
Accepted: Nov 09, 2025
Published Online: Jan 13, 2026

Article QR

Publication & Ethics Statement
Published by *Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.*
© The Authors. No conflict of interest declared.
This is an open access article distributed under the terms of the **Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).**

CC BY

Indexed & Abstracted In / Research Profiles

ISSN International Standard Serial Number International Centre · ADL Asian Digital Library · Wikidata · ORCID · Index Copernicus International · Google Scholar · Scirev · ResearchBib Academic Resource Index · ESJI www.ESJIndex.org Eurasian Scientific Journal Index · CiteFactor Academic Scientific Journals

A Critical and Analytical Study of the Scope of Talfiq in the Reconstruction of Islamic Jurisprudence

فقہ کی تشکیل نو میں تلفیق کے دائرہ کار کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

حافظ محمد جعفر ☆

Abstract

This research article presents a critical and analytical study of the scope of talfīq bayn al-madhāhib in the reconstruction of Islamic jurisprudence. Islamic jurisprudence is a comprehensive legal and ethical system derived from the Qur'an, Sunnah, ijmāʿ and ijtihād. With the emergence of modern social, economic, financial and biomedical issues, contemporary Muslim societies require juristic solutions that remain faithful to the foundational principles of Sharīʿah while responding to changing circumstances. The study examines the linguistic and technical meanings of talfīq, its major types, and the views of the four Sunni schools of law regarding its permissibility and limitations. It also explores the practical application of talfīq in contemporary fields such as Islamic finance, social transactions, organ transplantation, assisted reproduction and life-support systems. The article argues that talfīq is neither absolutely prohibited nor unrestricted; rather, its validity depends upon recognized juristic conditions, avoidance of tatabbuʿ al-rukhaṣ, preservation of ijmāʿ, and conformity with maqāṣid al-sharīʿah. The study concludes that principled and collectively guided talfīq can serve as a useful methodological tool for addressing contemporary fiqh issues without compromising the integrity of Islamic law.

Keywords: Talfīq bayn al-Madhāhib, Reconstruction of Islamic Jurisprudence, Ijtihād, Maqāṣid al-Sharīʿah, Contemporary Fiqh, Islamic Finance, Biomedical Ethics.

تعارفِ موضوع

اسلامی فقہ قرآن و سنت، اجماع اور اجتہاد کی بنیاد پر تشکیل پانے والا ایک جامع قانونی و اخلاقی نظام ہے جو انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں کی رہنمائی کرتا ہے۔ ابتدائی صدیوں میں مسلمانوں کے جلیل القدر فقہاء اور مجتہدین نے شرعی نصوص کے فہم اور استنباط کے لیے مختلف اصول و مناہج مرتب کیے، جن کے نتیجے میں فقہی مذاہب کی صورت میں ایک منظم علمی روایت وجود میں آئی۔ ان مذاہب نے عبادات، معاملات، معاشرتی تعلقات اور اجتماعی نظم سے متعلق بے شمار مسائل کے حل فراہم کیے اور یوں اسلامی فقہ ایک وسیع اور مربوط علمی ذخیرے کی شکل

☆ ایم ایس اسکالر، اصول الدین، شعبہ حدیث، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، پاکستان۔

اختیار کر گئی۔ اگرچہ فقہی مذاہب کے درمیان بعض مسائل میں اختلاف پایا جاتا ہے، تاہم ان سب کا بنیادی مقصد شریعتِ اسلامی کے احکام کو بہتر انداز میں سمجھنا اور عملی زندگی میں نافذ کرنا ہے۔

تاریخی طور پر ایک مخصوص فقہی مذہب کی پیروی نے مسلمانوں کی دینی و عملی زندگی میں استحکام پیدا کیا۔ اس نظام کے تحت عام مسلمان کے لیے یہ آسان ہو گیا کہ وہ کسی معتبر فقہی مکتب کی رہنمائی میں اپنی عبادات اور معاملات کو منظم کر سکے۔ اس طرزِ عمل نے معاشرے میں فقہی نظم وضبط کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کیا اور مختلف آراء کے انتشار سے بھی بڑی حد تک حفاظت کی۔ تاہم وقت گزرنے کے ساتھ انسانی معاشرہ مسلسل تبدیلی سے گزرتا رہا اور نئے حالات و مسائل سامنے آتے رہے، جن کے حل کے لیے فقہی فکر کو بھی نئے زاویوں سے دیکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

خصوصاً جدید دور میں معاشی، طبی، سائنسی اور سماجی میدانوں میں ہونے والی غیر معمولی ترقی نے ایسے پیچیدہ مسائل کو جنم دیا ہے جن کا براہِ راست ذکر قدیم فقہی متون میں موجود نہیں۔ جدید بینکاری کے نظام، طبی ٹیکنالوجی، عالمی تجارت اور سماجی ڈھانچوں میں ہونے والی تبدیلیوں نے فقہی اجتہاد کے نئے دروازے کھولے ہیں۔ اسی تناظر میں معاصر علماء نے فقہ اسلامی کی تشکیلِ نو اور اس کے اصولوں کی از سرِ نو تفہیم پر زور دیا ہے تاکہ شریعت کے مقاصد کو برقرار رکھتے ہوئے جدید مسائل کے مناسب حل پیش کیے جا سکیں۔

ان مباحث میں "تلفیق بین المذاہب" کا تصور خاص اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ تلفیق سے مراد مختلف فقہی مذاہب کی آراء سے استفادہ کرتے ہوئے کسی مسئلہ کے لیے ایک عملی صورت اختیار کرنا ہے۔ اگرچہ متقدمین فقہاء میں سے بہت سے علماء نے ایسی تلفیق پر تحفظات کا اظہار کیا ہے جس سے ایسی مرکب صورت پیدا ہو جو کسی ایک مذہب کے مطابق بھی درست نہ ہو، تاہم بعض علماء نے مخصوص شرائط اور حدود کے ساتھ اس کی گنجائش کو تسلیم بھی کیا ہے۔ معاصر فقہی مباحث میں اس موضوع کو اس لیے بھی اہمیت حاصل ہے کہ جدید مسائل کے حل میں مختلف فقہی آراء کا تقابلی مطالعہ بعض اوقات زیادہ مؤثر اور قابلِ عمل نتائج فراہم کر سکتا ہے۔

زیرِ نظر مقالہ فقہ کی تشکیلِ نو کے تناظر میں مسئلۂ تلفیق کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ پیش کرتا ہے۔ اس میں سب سے پہلے تلفیق کے مفہوم اور اس کی اقسام کو واضح کیا جائے گا، پھر مختلف فقہی مذاہب کے موقف کا تقابلی مطالعہ کیا جائے گا۔ مزید برآں معاصر مسائل میں تلفیق کے دائرہ کار اور اس کے ممکنہ فوائد و حدود کا بھی جائزہ لیا جائے گا تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ جدید فقہی اجتہاد میں اس تصور کو کس حد تک اور کن شرائط کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے۔

ضرورت واہمیت:

اسلامی فقہ صدیوں کے فکری اور اجتہادی سفر کا حاصل ہے۔ ائمۂ مجتہدین نے اپنے اپنے عہد کے حالات، معاشرتی ضروریات اور دستیاب دلائل کی روشنی میں فقہی اصول مرتب کیے اور ان کی بنیاد پر مسائل کا حل پیش کیا۔ اسی لیے اسلامی فقہ نہ صرف عبادات اور معاملات کی رہنمائی کرتی ہے بلکہ انسانی زندگی کے تقریباً ہر شعبے میں اصولی بنیادیں فراہم کرتی ہے۔ تاہم زمانہ بدلنے کے ساتھ معاشرتی، معاشی اور سائنسی حالات میں بھی نمایاں تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں، جس کے نتیجے میں بعض ایسے پیچیدہ مسائل سامنے آئے ہیں جن کے حل کے لیے فقہی فکر میں نئی جہات پر غور کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

قدیم زمانے میں ایک عام مسلمان کے لیے کسی ایک امام کی مکمل پیروی، جسے "تقلیدِ شخصی" کہا جاتا ہے، عملی نظم وضبط اور دینی استحکام کے لیے مفید سمجھی جاتی تھی۔ اس طریقے سے عام لوگوں کے لیے دین پر عمل کرنا آسان ہو جاتا تھا اور وہ فقہی پیچیدگیوں میں الجھے بغیر کسی معتبر فقہی مکتب کے تحت اپنی عملی زندگی کو منظم کر لیتے تھے۔ اس نظام کا ایک بڑا فائدہ یہ تھا کہ معاشرے میں فقہی انتشار کم ہوتا تھا اور دینی احکام کے نفاذ میں ایک واضح ترتیب قائم رہتی تھی۔

لیکن موجودہ دور میں انسانی زندگی کے مختلف شعبوں میں غیر معمولی وسعت اور پیچیدگی پیدا ہو چکی ہے۔ معاشی نظام، بین الاقوامی تجارت، جدید مالیاتی ادارے، میڈیکل ٹیکنالوجی اور سماجی ڈھانچے میں ہونے والی تبدیلیوں نے ایسے مسائل کو جنم دیا ہے جن کا براہِ راست ذکر قدیم فقہی متون میں موجود نہیں۔ ایسے حالات میں اگر کسی ایک فقہی مسلک کی آراء تک خود کو محدود کر لیا جائے تو بعض اوقات "حرج" یعنی عملی دشواری پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معاصر فقہی مباحث میں "تشکیلِ نوِ فقہ" اور "تلفیقِ مذاہب" جیسے موضوعات پر سنجیدہ گفتگو کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔

فقہ کی تشکیلِ نو سے مراد یہ نہیں کہ قدیم فقہی ذخیرے کو نظر انداز کر دیا جائے، بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ ائمۂ فقہ کے اصولوں اور ان کے اجتہادی منہج کو سامنے رکھتے ہوئے جدید مسائل کے حل کے لیے نئی فقہی تعبیرات پیش کی جائیں۔ اسی طرح "تلفیق" کا مفہوم بھی یہ نہیں کہ دلائل سے بے نیاز ہو کر مختلف مذاہب کی آراء کو محض سہولت کے لیے جمع کر لیا جائے، بلکہ اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ مختلف فقہی مکاتب میں موجود مضبوط اور مدلل آراء کو پیش نظر رکھ کر ایسا حل تلاش کیا جائے جو شریعت کے مقاصد کے زیادہ قریب ہو اور مسلمانوں کے لیے عملی طور پر قابلِ عمل بھی ہو۔

اس تناظر میں معاصر علماء اور فقہی اداروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ متقدمین کے فقہی ورثے کا گہرا مطالعہ کریں، اس کے اصولی مناہج کو سمجھیں اور جدید مسائل کے حل کے لیے اجتماعی اجتہاد کی راہیں ہموار کریں۔ اس طرح نہ صرف فقہ اسلامی کی عملی افادیت برقرار رہے گی بلکہ شریعت کی روح اور مقاصد بھی بہتر طور پر نمایاں ہوں گے۔

مبحث: تشکیلِ نوِ فقہ کا مفہوم اور اس کی شرعی حدود:

اسلامی فقہ ایک جامد قانونی مجموعہ نہیں، بلکہ قرآن و سنت، اجماع، قیاس، اجتہاد اور مقاصدِ شریعت کی روشنی میں انسانی زندگی کی رہنمائی کرنے والا ایک زندہ علمی نظام ہے۔ فقہ کی تشکیلِ نو سے مراد یہ نہیں کہ شریعت کے قطعی احکام، نصوصِ شرعیہ یا اجماعی مسائل کو نئے زمانے کے تقاضوں کے تابع کر دیا جائے، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ بدلتے ہوئے حالات، نئے معاشرتی مسائل، جدید معاشی ڈھانچوں، طبی ترقیات اور عالمی تمدنی تبدیلیوں کے تناظر میں فقہ کے اصولی ذخیرے کو از سرِ نو سمجھا جائے اور انہی اصولوں کی روشنی میں جدید مسائل کے لیے قابلِ عمل شرعی رہنمائی فراہم کی جائے۔ اس اعتبار سے تشکیلِ نو دراصل فقہ کے اصولوں سے انحراف کا نام نہیں بلکہ فقہی ذخیرے کی تجدیدی تفہیم اور عصری تطبیق کا نام ہے۔

اسلامی شریعت کا بنیادی مزاج یہ ہے کہ وہ انسانی مصالح، عدل، رفعِ حرج اور آسانی کو ملحوظ رکھتی ہے، لیکن یہ آسانی نصوصِ شرعیہ اور مقاصدِ شریعت کے دائرے میں رہ کر معتبر ہوتی ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ" [1]

(اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور تمہارے ساتھ تنگی نہیں چاہتا)۔

یہ آیت شریعت کے عمومی مزاج کو واضح کرتی ہے کہ دینی احکام کا مقصد انسان کو ناقابلِ برداشت مشقت میں مبتلا کرنا نہیں بلکہ اسے متوازن، پاکیزہ اور منظم زندگی کی راہ دکھانا ہے۔ اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

"وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ" [2]

(اور اللہ نے دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی)۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہی اجتہاد میں رفعِ حرج اور تیسیر ایک معتبر اصول ہے، بشرطیکہ وہ شریعت کے قطعی احکام کے خلاف نہ ہو۔ 1
نبی کریم ﷺ کی تعلیمات میں بھی اسی اصول کو نمایاں کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا، وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا" [3]

(آسانی پیدا کرو، دشواری پیدا نہ کرو، خوش خبری دو، نفرت نہ دلاؤ)۔

یہ حدیث فقہی منہج کے لیے نہایت اہم اصول فراہم کرتی ہے کہ دینی رہنمائی میں سختی، تنگی اور غیر ضروری پیچیدگی کے بجائے حکمت، آسانی اور اعتدال کو پیشِ نظر رکھا جائے۔ تاہم اس آسانی کا مطلب یہ نہیں کہ انسان اپنی خواہش کے مطابق احکامِ شریعت میں تبدیلی کرے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں نصوص اور فقہی اصولوں کے اندر گنجائش موجود ہو، وہاں امت کے لیے قابلِ عمل اور بامقصد صورت اختیار کی جائے۔

تشکیلِ نو فقہ کا دائرہ بنیادی طور پر ان مسائل میں ہے جو ظنی، اجتہادی اور فروعی نوعیت رکھتے ہوں۔ عبادات کے وہ بنیادی احکام جو نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہیں، جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دیگر ارکانِ اسلام، ان کی اصل حیثیت میں تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں۔ اسی طرح وہ محرمات جن کی حرمت قطعی طور پر ثابت ہے، جیسے زنا، شراب، سود اور ظلم، ان میں بھی تشکیلِ نو یا تلفیق کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا۔ البتہ ان احکام کی تطبیقی صورتوں، جدید حالات میں ان کے نفاذ، یا ایسے نئے مسائل جن پر قدیم فقہی متون میں صراحت نہیں ملتی، وہاں اجتہاد، ترجیح، تخریج، تطبیق اور ضرورت کے تحت مختلف فقہی آراء سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ امام شاطبی رحمہ اللہ نے شریعت کے مقاصد کو بیان کرتے ہوئے واضح کیا کہ احکامِ شرعیہ کا تعلق بندوں کے مصالح سے ہے۔

[1] Al-Baqarah, 2:185
[2] Al-Ḥajj, 22:78
[3] Qushairi,Muslim ibn al-Ḥajjāj. Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ. Kitāb al-Jihād wa-al-Siyar, Ḥadīth No. 1734

وہ لکھتے ہیں:

"إِنَّ وَضْعَ الشَّرَائِعِ إِنَّمَا هُوَ لِمَصَالِحِ الْعِبَادِ فِي الْعَاجِلِ وَالْآجِلِ مَعًا"[4]

(بے شک شریعتوں کا مقرر کیا جانا بندوں کے دنیاوی اور اخروی مصالح کے لیے ہے)۔

اس اصول سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہ کی تشکیلِ نو کا مقصد شریعت کے مقاصد کو نظر انداز کرنا نہیں بلکہ انہیں نئے حالات میں مؤثر طور پر بروئے کار لانا ہے۔ جب کوئی نیا مسئلہ سامنے آتا ہے تو فقیہ کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ نصوص، اصول، قواعد، علل اور مقاصد کو سامنے رکھ کر ایسا حکم متعین کرے جو شریعت کی روح کے مطابق ہو۔

اسی تناظر میں تلفیق کا تعلق فقہ کی تشکیلِ نو سے قائم ہوتا ہے۔ تلفیق بذاتِ خود فقہ کی تشکیلِ نو نہیں، بلکہ تشکیلِ نو کے ممکنہ وسائل اور فقہی طریقہ ہائے کار میں سے ایک ذریعہ ہے۔ جدید مسائل میں بعض اوقات ایک فقہی مذہب کی جزوی رائے سے مکمل حل سامنے نہیں آتا، جبکہ دوسرے مذاہب کے اصول یا آراء اس مسئلہ کے کسی پہلو کو بہتر انداز میں حل کر رہی ہوتی ہیں۔ ایسی صورت میں اگر اہلِ علم، اصولی بصیرت اور اجتماعی اجتہاد کے ساتھ مختلف فقہی آراء سے استفادہ کریں تو یہ تلفیق شریعت کے مقاصد کی خدمت کر سکتی ہے۔ لیکن اگر یہی عمل خواہش پرستی، سہولت پسندی، تتبعِ رخص یا دین کو ذاتی مفاد کے تابع کرنے کے لیے ہو تو یہ ممنوع اور غیر معتبر ہوگا۔

اس لیے تشکیلِ نوِ فقہ کی شرعی حدود متعین کرنا نہایت ضروری ہے۔ پہلی حد یہ ہے کہ تشکیلِ نو کسی قطعی نص کے خلاف نہ ہو۔ دوسری حد یہ ہے کہ اس سے اجماعِ امت کی مخالفت لازم نہ آئے۔ تیسری حد یہ ہے کہ کسی ایسے مرکب عمل کو شرعی حیثیت نہ دی جائے جو کسی بھی معتبر مجتہد یا فقہی مذہب کے نزدیک صحیح نہ ہو۔ چوتھی حد یہ ہے کہ فقہی آراء کے انتخاب میں دلیل، مصلحتِ شرعیہ اور مقاصدِ شریعت کو معیار بنایا جائے، نہ کہ شخصی سہولت یا وقتی فائدہ کو۔ پانچویں حد یہ ہے کہ جدید مسائل میں انفرادی رائے کے بجائے اجتماعی اجتہاد کو ترجیح دی جائے، کیونکہ معاصر مسائل عموماً پیچیدہ، کثیر الجہات اور تخصصی نوعیت کے ہوتے ہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے خواہشات کی بنیاد پر فقہی آراء کے انتخاب کو دین کے ساتھ کھیل قرار دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

" لأن ذلك يفتح باب التلاعب بالدين وفتح للذريعة إلى أن يكون التحليل والتحريم بحسب الأهواء "[5]

(کیونکہ یہ عمل دین کے ساتھ کھیل کا دروازہ کھولتا ہے، اور اس بات کا ذریعہ بنتا ہے کہ حلال و حرام کا فیصلہ خواہشات کے مطابق ہونے لگے۔)

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ فقہ کی تشکیلِ نو اور تلفیق دونوں اسی وقت معتبر ہیں جب ان کی بنیاد دلیل، دیانت، مصلحتِ شرعیہ اور علمی اصولوں پر ہو۔ اگر ان کی بنیاد خواہشات، مفادات یا رخصتوں کی تلاش پر ہو تو یہ شریعت کے مقصود کے خلاف ہے۔

---

[4] Al-Shāṭibī, Ibrāhīm ibn Mūsā. Al-Muwāfaqāt. Edited by Abū ʿUbaydah Mashhūr ibn Ḥasan Āl Salmān. Dār Ibn ʿAffān, 1417 AH/1997 CE. 2:9.

[5] Ibn Taymiyyah, Aḥmad ibn ʿAbd al-Ḥalīm, Majmūʿ al-Fatāwā, jamʿ wa-tartīb: ʿAbd al-Raḥmān ibn Muḥammad ibn Qāsim, Al-Madīnah al-Munawwarah: Majmaʿ al-Malik Fahd li-Ṭibāʿat al-Muṣḥaf al-Sharīf, 1425 AH/2004 CE, 32/101.

معاصر دور میں تشکیلِ نوِ فقہ کی ضرورت اس لیے بھی بڑھ گئی ہے کہ جدید معاشی نظام، اسلامی بینکاری، بیمہ، عالمی تجارت، اعضاء کی پیوند کاری، مصنوعی تولید، ڈیجیٹل لین دین، آن لائن معاہدات اور بین الاقوامی سماجی تعلقات جیسے مسائل نے فقہی بحث کو نئے دائروں میں داخل کر دیا ہے۔ ان مسائل کا حل نہ محض قدیم عبارات کی ظاہری تطبیق سے ممکن ہے اور نہ ہی شریعت کے اصولوں کو نظر انداز کر کے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ کلاسیکی فقہی ذخیرے کا احترام کرتے ہوئے، اصولِ فقہ، قواعدِ فقہیہ، مقاصدِ شریعت اور معاصر تخصصی معلومات کی روشنی میں نئے اجتہادی نتائج مرتب کیے جائیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ تشکیلِ نوِ فقہ کا مفہوم شریعت کی تبدیلی نہیں بلکہ فقہ کی اصولی، مقاصدی اور عصری تطبیق ہے۔ اس کا دائرہ قطعیات میں نہیں بلکہ ظنیات، فروعیات اور اجتہادی مسائل میں ہے۔ تلفیق اس تشکیلِ نو میں اسی وقت مفید کردار ادا کر سکتی ہے جب وہ معتبر فقہی اقوال، شرعی مقاصد، اجتماعی اجتہاد اور علمی دیانت کے تابع ہو۔ اس طرح تلفیق نہ تو بے قید آزادی کا نام ہے اور نہ ہی ہر حال میں ممنوع؛ بلکہ یہ ایک اصولی فقہی آلہ ہے جسے صحیح حدود میں استعمال کیا جائے تو جدید مسائل کے حل میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

لغوی مفہوم:

عربی لغت میں "تلفیق" کا مادہ "لفق" ہے، جس کے معنی کسی چیز کے مختلف حصوں کو آپس میں ملا کر جوڑ دینے کے ہیں۔ ابن منظور تلفیق کے لغوی معنی یوں بیان کرتے ہیں:

"لَفَقْتُ الثَّوبَ أَلْفِقُهُ لَفْقًا: وَهُوَ أَنْ تَضُمَّ شَقَّةً إِلَى أُخرَى فَتَخِيطَهُمَا"[6]

(میں نے کپڑے کو جوڑا، یعنی ایک کپڑے کے ٹکڑے کو دوسرے ٹکڑے کے ساتھ ملا کر دونوں کو سی دیا)۔

اسی طرح کہا جاتا ہے:

"وَلَفَقَ الشَّقَّتَيْنِ يَلْفِقُهُمَا لَفْقًا وَلَفَّقَهُمَا: ضَمَّ إِحْدَاهُمَا إِلَى الأُخْرَى فَخَاطَهُمَا" [7]

(اس نے کپڑے کے دو حصوں کو ملا کر سی دیا)۔

لفظ "تلفیق" لغت میں مختلف اجزاء کو آپس میں ملا کر ایک صورت بنانے کے معنی میں آتا ہے۔ فقہی کتب میں بھی یہ لفظ اکثر اسی لغوی مفہوم کے ساتھ استعمال ہوتا ہے، یعنی مختلف اقوال یا حالتوں کو جمع کر کے ان کے درمیان تطبیق پیدا کرنا۔ فقہاء کبھی ایسے مسائل میں جہاں متعدد آراء موجود ہوں، ان کے درمیان موافقت پیدا کرنے کے لیے "توفیق" اور "تلفیق" کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔

اسی مفہوم کی ایک مثال امام مرغینانی کی معروف فقہی کتاب میں ملتی ہے، جہاں وہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال کے درمیان تطبیق کی ایک صورت بیان کرتے ہیں۔

[6] Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Mukarram. Lisān al-ʿArab. Beirut: Dār Ṣādir, 1404 AH. 10:330

[7] Ibn Manẓūr,Lisān al-ʿArab. 10:330.

اصل عبارت اس طرح ہے:

" ولنا أن الصحابة رضوان الله عليهم اتفقوا على وجوب أصل الجعل، إلا أن منهم من أوجب أربعين ومنهم من أوجب ما دونها، فأوجبنا الأربعين في مسيرة السفر وما دونها فيما دونه توفيقا وتلفيقا بينهما."

(ہمارے نزدیک صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس بات پر متفق تھے کہ اصل مقدار کا مقرر ہونا ضروری ہے، البتہ ان میں سے بعض نے چالیس (درہم) کو لازم قرار دیا اور بعض نے اس سے کم مقدار کو۔ اس لیے ہم نے سفر کی مسافت میں چالیس کو اور اس سے کم مسافت میں کم مقدار کو معتبر قرار دیا، تاکہ دونوں اقوال کے درمیان موافقت اور جمع پیدا ہو جائے۔)

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ یہاں "تلفیق" اپنے لغوی معنی یعنی مختلف اقوال کو جمع کر کے ایک قابلِ عمل صورت پیدا کرنے کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔

فقہاء نے اس لفظ کو متعدد فقہی مباحث میں استعمال کیا ہے۔ مثال کے طور پر عورت کے حیض اور طہر کے ایسے ایام جو مسلسل نہ ہوں بلکہ درمیان میں وقفہ آ جائے، ان کے بارے میں فقہاء متفرق دنوں کو جمع کر کے حکم متعین کرتے ہیں۔ اس کو "تلفيق ايام الطهر أو الحيض" کہا جاتا ہے، یعنی طہر یا حیض کے بکھرے ہوئے دنوں کو ملا کر عورت کی حالت کا تعین کرنا۔

اسی طرح کفارات کے باب میں بھی اس لفظ کا استعمال ملتا ہے۔ بعض صورتوں میں مختلف اقسام کی کفارات کو جمع کرنے کو "تلفیق" کہا جاتا ہے، جیسے "الجمع بين الإطعام والكسوة" (کھانا کھلانے اور لباس دینے) کو ایک ساتھ جمع کرنا۔[8]

اصطلاحی مفہوم:

ڈاکٹر وہبہ زحیلی تلفیق کی تعریف یوں کرتے ہیں:

"هو الإتيان بكيفية لا يقول بها المجتهد"[9]

(کسی مسئلے میں ایسی صورت یا کیفیت اختیار کرنا جس کے قائل خود کوئی مجتہد نہ ہو۔)

"معجم لغۃ الفقہاء" میں تلفیق کی تعریف اس طرح بیان کی گئی ہے:

"التلفيق: القيام بعمل يجمع فيه بين عدة مذاهب، حتى لا يمكن اعتبار هذا العمل صحيحاً في أي مذهب من المذاهب."

(ایسا عمل انجام دینا جس میں متعدد مذاہب کے اقوال کو اس طرح جمع کر دیا جائے کہ وہ عمل کسی ایک فقہی مذہب کے مطابق بھی صحیح قرار نہ پائے۔)

---

[8] Al-Dasūqī, Muḥammad ʿArafah. Ḥāshiyat al-Dasūqī ʿalā al-Sharḥ al-Kabīr. Beirut: Dār al-Fikr, n.d. 1:170.

[9] Al-Zuḥaylī, Wahbah ibn Muṣṭafā. Al-Fiqh al-Islāmī wa-Adillatuh. Damascus: Dār al-Fikr, 4th ed., n.d. 1:106.

مولانا سیف اللہ خالد نے بھی تلفیق کی یہی تعریف کی ہے:

"مختلف فقہاء کی رائے کو اس طرح قبول کرنا ہے کہ بحیثیت مجموعی وہ عمل ان دونوں میں سے کسی کے نزدیک بھی درست قرار نہ پاتا ہو"[10]

اسی مفہوم کو بیان کرتے ہوئے معاصر علماء میں سے محمد بن عبد الرزاق نے تلفیق کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"التلفيق: أن الأخذ في الأحكام الفقهية بقول أكثر من مذهب في أبواب متفرقة أو باب واحد أو في أجزاء الحكم الواحد."[11]

(یعنی تلفیق یہ ہے کہ فقہی احکام میں ایک سے زیادہ مذاہب کے اقوال کو اختیار کیا جائے، خواہ وہ مختلف ابواب میں ہوں، ایک ہی باب میں ہوں، یا ایک ہی حکم کے مختلف اجزاء میں جمع کیے گئے ہوں۔)

اس پوری بحث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ لفظ "تلفیق" لغت اور فقہ دونوں میں کسی نہ کسی درجے میں جمع اور ضمّ کے مفہوم کو ظاہر کرتا ہے۔ لغوی اعتبار سے اس کا بنیادی معنی مختلف اجزاء کو ملا کر ایک شکل بنانا ہے، جبکہ فقہی استعمال میں یہ معنی اس وقت سامنے آتا ہے جب مختلف اقوال یا آراء کو جمع کر کے کسی مسئلہ کی صورت متعین کی جائے۔ تاہم اصطلاحی استعمال میں فقہاء نے اس لفظ کو زیادہ خاص مفہوم میں استعمال کیا ہے، جس سے مراد مختلف فقہی مذاہب کے اقوال کو اس طرح جمع کرنا ہے کہ وہ مجموعی صورت کسی ایک مذہب کے مطابق بھی درست نہ ٹھہرے۔

تلفیق کی اقسام:

فقہاء نے "تلفیق" کی عموماً دو قسمیں ذکر کی ہیں: تلفیق حقیقی اور تلفیق حکمی یا مجازی۔ ان دونوں اقسام کا تعلق اس بات سے ہے کہ مختلف مذاہب کے اقوال کو کس انداز میں جمع کیا جا رہا ہے اور اس کے نتیجے میں شرعی حکم پر کیا اثر پڑتا ہے۔

تلفیق حقیقی:

تلفیق حقیقی اس صورت کو کہا جاتا ہے جس میں مختلف مذاہب کے اقوال کو اس طرح جمع کر لیا جائے کہ نتیجتاً ایسا قول وجود میں آ جائے جس کا قائل کسی بھی مجتہد یا فقہی مذہب میں موجود نہ ہو۔ یعنی ایسا عمل نہ تو مذاہبِ اربعہ میں سے کسی ایک کے مطابق صحیح ہو اور نہ ہی کسی مجتہد نے اس مجموعی صورت کو اختیار کیا ہو۔ اس طرح کا عمل دراصل ایک نئے مذہب کی ایجاد کے مترادف ہو جاتا ہے، جس میں ایک قول کو دوسرے قول کے ساتھ اس انداز میں ملا دیا جاتا ہے کہ کسی ایک مذہب کے اصول بھی مکمل طور پر باقی نہیں رہتے۔

---

[10] Khālid Sayf Allāh Raḥmānī. Qāmūs al-Fiqh. Karachi: Zamzam Publishers, 1408 AH. 175.

[11] Muḥammad ibn ʿAbd al-Razzāq. Al-Talfīq: Mawqif al-Uṣūliyyīn Minh. Kuwait: Wizārat al-Awqāf wa-al-Shuʾūn al-Islāmiyyah, 1434 AH. 150.

اسی بات کو واضح کرتے ہوئے شیخ عبد الغنی نابلسی لکھتے ہیں:

"متى عمل عبادة أو معاملة ملفقة أخذاً لها من كل مذهب قولاً لا يقول به صاحب المذهب الآخر فقد خرج عن المذاهب الأربعة واخترع له مذهباً خامساً فعبادته باطلة ومعاملته غير صحيحة وهو متلاعب في الدين."[12]

(جب کوئی شخص کسی عبادت یا معاملہ کو اس طرح انجام دے کہ ہر مذہب سے ایسا قول لے جسے دوسرا مذہب قبول نہ کرتا ہو تو وہ مذاہبِ اربعہ سے نکل کر گویا ایک پانچواں مذہب بنالیتا ہے، ایسی عبادت باطل اور ایسا معاملہ درست نہیں، اور ایسا کرنے والا دین کے ساتھ کھیل کرنے والا ہے۔)

فقہاء کے نزدیک تلفیق حقیقی کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے، خواہ کرنے والا مجتہد ہو یا مقلد۔ کیونکہ اس میں ایسا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے جو کسی معتبر فقہی مذہب کے مطابق درست نہیں ہوتا۔

اس سلسلے میں شیخ عبد الغنی نابلسی لکھتے ہیں:

"إذا كان المجتهد لا يسوغه التلفيق إذا أدى اجتهاده إليه على حسب ما قدمناه فكيف بالمقلد القاصر."[13]

(جب ایک مجتہد، جو اجتہاد کی صلاحیت رکھتا ہے، اس کے لیے بھی ایسی تلفیق جائز نہیں اگر اس کا اجتہاد اس تک پہنچ جائے، تو ایک عام مقلد کے لیے اس کی گنجائش کیسے ہو سکتی ہے؟)

تلفیق مجازی (یا حکمی):

تلفیق کی دوسری قسم تلفیق مجازی کہلاتی ہے۔ اس میں بظاہر مختلف مذاہب کے اقوال پر عمل کیا جاتا ہے، مگر در حقیقت وہ ایسی صورت نہیں ہوتی جس سے خرقِ اجماع لازم آئے یا کسی نئے قول کی ایجاد ہو۔ اس لیے اسے حقیقی تلفیق نہیں کہا جاتا بلکہ صرف لغوی اعتبار سے تلفیق کہا جاتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص وضو کے مسئلے میں ایک مذہب کے قول پر عمل کرے اور نماز کے مسئلے میں دوسرے مذہب کے قول کو اختیار کر لے۔ مثلاً کسی نے وضو شافعی فقہ کے مطابق کیا اور نماز حنفی فقہ کے مطابق ادا کی۔ چونکہ یہ دونوں الگ الگ اعمال ہیں اور ان کے جمع کرنے سے ایسا کوئی نیا قول پیدا نہیں ہوتا جو کسی مذہب کے خلاف ہو، اس لیے اسے تلفیق حقیقی کی طرح ممنوع نہیں کہا جاتا۔

اسی وجہ سے فقہاء نے بیان کیا ہے کہ اگر کسی ضرورت یا مصلحت کے پیشِ نظر مجتہد یا اہلِ علم اس طرح کے عمل کو اختیار کریں تو اسے ناجائز قرار نہیں دیا جاتا، کیونکہ اس میں کسی شرعی اصول یا اجماعی مسئلے کی مخالفت لازم نہیں آتی۔

---

[12] Al-Nābulusī, ʿAbd al-Ghanī ibn Ismāʿīl. Khulāṣat al-Taḥqīq fī Bayān Ḥukm al-Taqlīd wa-al-Talfīq. Maktabah Ḥaqīqiyyah, n.d. 17.
[13] Al-Nābulusī. Khulāṣat al-Taḥqīq. 25.

تلفیق کی مثال:

مثال کے طور پر اگر کسی شخص کو یہ فتویٰ دیا گیا ہو کہ اس نے جبر کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دی ہے جس کے نتیجے میں وہ اس سے جدا ہو گئی ہے، پھر وہ حنفی مذہب کی تقلید کرتے ہوئے اس کی بہن سے نکاح کرلے (کیونکہ احناف کے نزدیک مجبور کی طلاق واقع ہو جاتی ہے)۔ اس کے بعد کوئی شافعی عالم اسے یہ فتویٰ دے کہ اس کی قسم یا طلاق واقع نہیں ہوئی، تو ایسی صورت میں اس کے لیے یہ جائز نہیں ہو گا کہ پہلی بیوی کے ساتھ شافعی مذہب کی تقلید کرتے ہوئے تعلق قائم کرے اور دوسری بیوی کے ساتھ حنفی مذہب کی تقلید کرتے ہوئے ازدواجی تعلق رکھے۔[14]

اس مثال میں مختلف مذاہب کے اقوال کو اس طرح جمع کیا گیا ہے کہ نتیجتاً ایسا عمل وجود میں آتا ہے جو کسی ایک فقہی مذہب کے مطابق بھی صحیح نہیں رہتا۔ اسی لیے فقہاء کے نزدیک اس طرح کی صورت تلفیقِ ممنوع کہلاتی ہے، کیونکہ اس میں مذاہب کی آراء کو اس انداز سے جمع کیا جاتا ہے جو شرعاً معتبر نہیں ہوتا۔

فقہی مذاہب اور تلفیق

تلفیق کا مسئلہ متقدمین فقہاء کے ہاں مستقل عنوان کے طور پر زیادہ زیرِ بحث نہیں آیا، بلکہ بعد کے ادوار میں جب فقہی مذاہب کی تدوین، تقلید، انتقالِ مذہب اور تتبعِ رخص جیسے مباحث نمایاں ہوئے تو تلفیق کو بھی مستقل فقہی مسئلہ کے طور پر دیکھا گیا۔ عمومی طور پر فقہاء نے ایسی تلفیق کو ناپسند کیا ہے جس کے نتیجے میں ایسا مرکب عمل وجود میں آئے جو کسی بھی معتبر امام یا مذہب کے نزدیک درست نہ ہو۔ تاہم بعض اہلِ علم نے ضرورت، مصلحت اور دلیل کی بنیاد پر محدود دائرے میں مختلف مذاہب سے استفادہ کی گنجائش بھی تسلیم کی ہے۔

مالکیہ کا موقف

مالکی فقہاء کے نزدیک ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف انتقال اصولاً ممنوع نہیں، لیکن اس کے لیے یہ شرط ہے کہ اس سے اجماع کی مخالفت، تتبعِ رخص یا ایسی مرکب صورت لازم نہ آئے جسے کوئی امام درست نہ کہتا ہو۔ امام قرافی نے انتقالِ مذہب کی گنجائش چند شرائط کے ساتھ ذکر کی ہے، جبکہ امام شاطبی نے رخصتوں کے تتبع کو فقہی نظم کے لیے نقصان دہ قرار دیا ہے۔ امام دردیر کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مالکیہ میں تلفیق کے بارے میں دو رجحانات پائے جاتے ہیں: ایک ممانعت کا، دوسرا مخصوص حالات میں جواز کا۔[15]

حوالہ:

شافعیہ کا موقف

شافعی فقہاء کے نزدیک تلفیق کی بنیادی حد یہ ہے کہ مختلف مذاہب کے اقوال کو اس طرح جمع نہ کیا جائے کہ ایسی صورت پیدا ہو جس کے بطلان پر اجماع ہو۔ امام زرکشی نے ابن دقیق العید کے حوالے سے یہ اصول ذکر کیا کہ کسی مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف انتقال اس وقت معتبر ہے جب اس سے اجماعی طور پر باطل صورت لازم نہ آئے۔ اسی طرح امام سبکی نے بھی ایسی مرکب تلفیق کو ممنوع قرار دیا ہے جو اجماع کے خلاف ہو۔[16]

---

[14] Ibn ʿĀbidīn, Muḥammad Amīn. Ḥāshiyat Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār. Egypt: Maṭbaʿat Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī wa-Awlādih, 1386 AH. 1:75.

[15] Al-Qarāfī, Aḥmad ibn Idrīs, Sharḥ Tanqīḥ al-Fuṣūl, taḥqīq: Ṭāhā ʿAbd al-Raʾūf Saʿd, Miṣr: Sharikat al-Ṭibāʿah al-Fanniyyah al-Muttaḥidah, 1393 AH/1973 CE, 432

[16] Al-Zarkashī, Badr al-Dīn Muḥammad ibn Bahādur, Al-Baḥr al-Muḥīṭ fī Uṣūl al-Fiqh,

حنفیہ کا موقف

حنفی فقہاء کے ہاں عمومی طور پر وہ تلفیق ممنوع سمجھی گئی ہے جس سے ایک نیا مرکب حکم پیدا ہو جائے اور وہ کسی مذہب کے مطابق بھی صحیح نہ رہے۔ الدر المختار میں صراحت ہے:

"وأن الحكم الملفق باطل بالإجماع"[17]

(اور بے شک ملفق حکم اجماع کے مطابق باطل ہے)۔

تاہم علامہ ابن الہمام نے مقلد کے لیے بعض حالات میں کسی دوسرے مجتہد کے قول سے استفادہ کی گنجائش بیان کی ہے، بشرطیکہ مقصد خواہش پرستی یا دین سے فرار نہ ہو بلکہ دلیل، ضرورت اور رفعِ حرج ہو۔ شاہ ولی اللہ دہلوی نے بھی ایسے شخص کے لیے جو دلائل سے واقف ہو، دو مذاہب سے استفادہ کی گنجائش ذکر کی ہے۔

حنابلہ کا موقف

حنبلی فقہاء میں بعض علماء نے تلفیق کے مسئلے میں سخت موقف اختیار کیا ہے۔ سفارینی کے نزدیک بے ضابطہ تلفیق شریعت میں فساد، محرمات کے جواز اور تتبعِ رخص کا دروازہ کھول سکتی ہے۔[18] امام ابن تیمیہ نے بھی خواہشات کی بنیاد پر مختلف فقہی آراء کے انتخاب کو دین کے ساتھ تلاعب قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک فقہی آراء کے انتخاب کی بنیاد دلیل، دیانت اور شرعی اصول ہونے چاہییں، نہ کہ ذاتی فائدہ یا وقتی سہولت۔[19]

فقہی مذاہب کے تقابلی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تلفیق نہ مطلقاً جائز ہے اور نہ ہر حال میں ممنوع۔ ممنوع تلفیق وہ ہے جس سے اجماع کی مخالفت، تتبعِ رخص، خواہش پرستی یا ایسا مرکب عمل لازم آئے جو کسی معتبر مذہب کے مطابق بھی درست نہ ہو۔ اس کے برعکس اگر مختلف فقہی آراء سے استفادہ دلیل، ضرورت، مصلحت، رفعِ حرج اور مقاصدِ شریعت کے دائرے میں ہو تو اسے محدود اور منضبط صورت میں قابلِ قبول سمجھا جا سکتا ہے۔ اس لیے فقہ کی تشکیلِ نو میں تلفیق کا استعمال صرف اجتہادی اور ظنی مسائل تک محدود رہنا چاہیے، قطعیات اور اجماعی احکام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔

فقہ کی تشکیلِ نو میں تلفیق کی شرائط

فقہ کی تشکیلِ نو کے تناظر میں مسئلۂ تلفیق کو ہمیشہ احتیاط کے ساتھ دیکھا گیا ہے۔ معاصر دور میں اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ تلفیق کو ایسے اصولوں اور ضوابط کے تحت استعمال کیا جائے جو فقہ اسلامی کو خواہشاتِ نفسانی اور من مانی قانون سازی سے محفوظ رکھ

---

taḥqīq: Muḥammad Muḥammad Tāmir, Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1421 AH, 4/595

[17] Al-Ḥaṣkafī, Muḥammad ibn ʿAlī, Al-Durr al-Mukhtār Sharḥ Tanwīr al-Abṣār wa-Jāmiʿ al-Biḥār, taḥqīq: ʿAbd al-Munʿim Khalīl Ibrāhīm, Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1423 AH, 16.

[18] Al-Saffārīnī, Muḥammad ibn Aḥmad, Risālat al-Saffārīnī fī al-Talfīq, taḥqīq: ʿAbd al-ʿAzīz al-Dukhayyil, Riyadh: Dār al-Aṣmaʿī, 1418 AH, 171.

[19] bn Taymiyyah, Abū al-ʿAbbās Aḥmad ibn ʿAbd al-Ḥalīm, Al-Fatāwā al-Kubrā, Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1308 AH, 3/123.

سکیں۔ اسی مقصد کے پیش نظر محققینِ فقہ اور مجمع الفقہ الاسلامی (جدہ) نے تلفیق کے جواز کو چند سخت شرائط کے ساتھ مشروط قرار دیا ہے، تاکہ فقہی اجتہاد اپنی اصل روح کے ساتھ باقی رہے۔

ذیل میں ان کی تجویز کردہ شرائط کا خلاصہ نقل کیا جاتا ہے:

- تلفیق کے نتیجے میں کسی ممنوع و حرام چیز کا جواز برآمد نہ ہوتا ہو۔
- تلفیق کی رو سے مسلمان حاکمِ وقت کا کوئی فیصلہ مسترد نہ ہوتا ہو۔
- تلفیق سے کسی معمول بہ تقلیدی حکم کا ابطال نہ ہوتا ہو۔
- اجماع یا اس کے لوازمات متأثر نہ ہوتے ہوں۔
- کوئی ایسا حکم یا حالت ترکیب نہ پاتی ہو جس پر کبھی کسی مجتہد کا عمل نہیں رہا۔

دائرہ کار

معاملات اور سماجی قوانین (معاشیات و نکاح)

اسلامی فقہ میں معاملات اور سماجی قوانین کا شعبہ نسبتاً زیادہ وسیع اور لچکدار سمجھا جاتا ہے۔ اس دائرے میں معاشی معاملات، خاندانی قوانین، نکاح و طلاق اور دیگر سماجی مسائل شامل ہوتے ہیں۔ چونکہ انسانی معاشرہ مسلسل تبدیلی سے گزرتا رہتا ہے، اس لیے ان معاملات میں فقہی اجتہاد اور مختلف فقہی آراء سے استفادہ کی گنجائش بھی زیادہ ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہی مباحث میں معاملات کے میدان کو تلفیق کے لیے سب سے وسیع دائرہ کار قرار دیا جاتا ہے۔

معاشیات اور خاندانی قوانین جیسے موضوعات میں مختلف حالات اور معاشرتی ضروریات پیش آتی ہیں جن کے حل کے لیے کبھی کبھی ایک ہی فقہی مسلک کی آراء کافی نہیں ہوتیں۔ ایسے مواقع پر دیگر فقہی مکاتب میں موجود آراء کا تقابلی جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ ایسا حل سامنے آئے جو شریعت کے اصولوں کے مطابق بھی ہو اور معاشرتی ضرورت کو بھی پورا کر سکے۔ اس طرح مختلف مسالک کی فقہی آراء سے استفادہ کرنا عملی مسائل کے حل میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

اس کی ایک نمایاں مثال برصغیر میں اسلامی قوانین کی تدوین کے دوران سامنے آتی ہے۔ جب "مجموعہ قوانینِ اسلام" کی تشکیل کا عمل ہوا تو اس میں بنیادی طور پر حنفی فقہ کو بنیاد بنایا گیا، لیکن بعض مخصوص مسائل میں دیگر فقہی مکاتب سے بھی استفادہ کیا گیا۔ خصوصاً "مفقود الخبر" یعنی ایسے شوہر کے مسئلے میں جو طویل عرصے سے لاپتہ ہو اور اس کی زندگی یا موت کے بارے میں کوئی یقینی خبر موجود نہ ہو، اس کی بیوی کے نکاح کے مسئلے میں مالکی فقہ کی آراء سے رہنمائی حاصل کی گئی۔

اس مثال سے واضح ہوتا ہے کہ معاملات اور سماجی قوانین کے میدان میں تلفیق کا مقصد محض سہولت پیدا کرنا نہیں بلکہ ایسے عملی اور منصفانہ حل تلاش کرنا ہوتا ہے جو شریعت کے اصولوں کے مطابق ہوں اور معاشرتی انصاف کو بھی یقینی بنائیں۔ اس طرح مختلف فقہی مکاتب سے استفادہ اسلامی فقہ کی وسعت اور اس کی عملی افادیت کو نمایاں کرتا ہے۔

معاصر فقہی تطبیقات میں تلفیق کا دائرہ کار

معاصر دور میں تلفیق کا دائرہ صرف نظری یا اصولی بحث تک محدود نہیں رہا، بلکہ جدید معاشی، طبی اور سماجی مسائل میں اس کی عملی اہمیت نمایاں ہو چکی ہے۔ فقہ اسلامی کی تشکیلِ نو کے تناظر میں جب ایسے مسائل سامنے آتے ہیں جن کی موجودہ صورت قدیم فقہی متون میں بعینہٖ مذکور نہیں ہوتی، تو اہلِ علم قرآن و سنت، قواعدِ فقہیہ، مقاصدِ شریعت، مصالحِ عباد اور مختلف فقہی مذاہب کے اجتہادی ذخیرے سے رہنمائی لیتے ہیں۔ اس عمل میں تلفیق کا کردار اس وقت مثبت اور معتبر بنتا ہے جب وہ کسی قطعی نص، اجماع، یا شرعی مقصد کے خلاف نہ ہو، بلکہ ایک منظم فقہی منہج کے تحت جدید مسئلے کا قابلِ عمل حل فراہم کرے۔

جدید بینکاری اور اسلامی مالیاتی معاملات

اسلامی بینکاری معاصر فقہی تطبیق کا ایک اہم میدان ہے، جہاں مختلف فقہی مکاتب کے اصولوں سے استفادہ کرتے ہوئے جدید مالیاتی مصنوعات تشکیل دی گئی ہیں۔ مرابحہ، اجارہ، مشارکہ، مضاربہ، سلم، استصناع اور تکافل جیسے عقود اگرچہ قدیم فقہ میں اپنی اصل کے اعتبار سے موجود ہیں، لیکن جدید بینکاری میں ان کی تطبیقی صورتیں نئے معاہداتی ڈھانچوں کے ساتھ سامنے آئی ہیں۔ اس لیے معاصر فقہاء نے ان عقود کی شرعی تشکیل میں صرف ایک مذہب کی جزوی رائے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ مختلف فقہی آراء، قواعدِ فقہیہ اور مقاصدِ شریعت کو سامنے رکھا۔

مثال کے طور پر "مرابحہ للآمر بالشراء" میں وعدہ، ملکیت، قبضہ، نفع، ضمان اور بیع مؤجل جیسے کئی فقہی پہلو جمع ہوتے ہیں۔ اسی طرح "اجارہ منتہیۃ بالتملیک" میں اجارہ اور ملکیت کی منتقلی کے مراحل الگ الگ شرعی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان جدید مالیاتی صورتوں میں تلفیق کا مقصد رخصتوں کی تلاش نہیں، بلکہ ایسی مالیاتی ساخت قائم کرنا ہے جو سود، غرر، قمار، ظلم اور غیر حقیقی بیع سے محفوظ ہو۔[20]

اعضاء کی پیوند کاری

طبی مسائل میں اعضاء کی پیوند کاری ایک نہایت اہم معاصر مسئلہ ہے۔ قدیم فقہی متون میں انسانی اعضاء کی جدید طبی پیوند کاری اسی صورت میں موجود نہیں تھی جس شکل میں آج میڈیکل سائنس نے اسے ممکن بنایا ہے۔ اس لیے معاصر فقہی مجامع نے اس مسئلے کو جان کے تحفظ، انسانی کرامت، ضرر کے ازالے، ضرورت، اجازت، تجارتِ اعضاء کی حرمت اور طبی ماہرین کی رائے جیسے اصولوں کی روشنی میں دیکھا۔

مجمع الفقہ الاسلامی الدولي نے اعضاء کی پیوند کاری کے بارے میں اصولی طور پر یہ موقف اختیار کیا کہ انسانی جان کے تحفظ اور علاج کی حقیقی ضرورت کے تحت بعض شرائط کے ساتھ ایک انسان کے جسم سے دوسرے انسان کے جسم میں عضو منتقل کیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ اس میں غالب نفع ہو، ضرر کا اندیشہ غالب نہ ہو، اجازت معتبر ہو، اور انسانی عضو کو خرید و فروخت کا محل نہ بنایا جائے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ معاصر فقہی اجتہاد میں تلفیق مختلف اصولوں، جیسے حفظِ نفس، حرمتِ انسان، ضرورت اور اذن، کو جمع کر کے ایک متوازن حکم تک پہنچنے کا ذریعہ بنتی ہے۔[21]

---

[20] Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions (AAOIFI), Shari'ah Standards, Manama: AAOIFI, SS 8: Murābaḥah, SS 9: Ijārah and Ijārah Muntahiyah bi-al-Tamlīk, SS 10: Salam and Parallel Salam, SS 11: Istiṣnāʿ and Parallel Istiṣnāʿ, SS 12: Sharikah and Modern Corporations

[21] International Islamic Fiqh Academy, Qarār Raqm 26 (1/4)

ٹیسٹ ٹیوب بے بی اور مصنوعی تولید

ٹیسٹ ٹیوب بے بی یا مصنوعی تولید بھی معاصر طبی فقہ کا اہم مسئلہ ہے۔ اس میں نسب، زوجیت، رحم، نطفہ، بیضہ، امومت، وراثت اور خاندان کے شرعی نظام جیسے متعدد پہلو شامل ہیں۔ اسی وجہ سے معاصر فقہی مجامع نے اس مسئلے کو صرف طبی سہولت کے زاویے سے نہیں دیکھا، بلکہ حفظِ نسب، حرمتِ اختلاطِ انساب، زوجیت کے قیام، علاج کی ضرورت اور خاندانی نظام کے تحفظ کے اصولوں کو سامنے رکھ کر حکم متعین کیا۔

مجمع الفقہ الاسلامی الدولي نے ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی متعدد صورتوں کا جائزہ لیتے ہوئے ان صورتوں کو ممنوع قرار دیا جن میں غیر شوہر کا نطفہ، غیر بیوی کا بیضہ، کرائے کا رحم، یا نسب کے اختلاط کا اندیشہ موجود ہو۔ البتہ ایسی صورت کو ضرورت کے تحت گنجائش دی گئی جس میں نطفہ شوہر کا، بیضہ بیوی کا، رحم بھی اسی بیوی کا ہو، اور زوجیت قائم ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جدید طبی مسائل میں تلفیق اس وقت معتبر ہے جب وہ شرعی نسب، عائلی نظام اور مقاصدِ شریعت کو محفوظ رکھے۔[22]

وینٹی لیٹر، آلاتِ انعاش اور موت کا تعین

وینٹی لیٹر اور آلاتِ انعاش کا مسئلہ بھی جدید طبی فقہ میں نہایت حساس نوعیت رکھتا ہے، کیونکہ اس کا تعلق زندگی، موت، علاج، ورثہ، غسل و کفن، عدت، وراثت اور اعضاء کی پیوندکاری جیسے کئی شرعی احکام سے ہے۔ اس مسئلہ میں صرف فقہی عبارت کافی نہیں ہوتی، بلکہ طبی ماہرین کی شہادت، دماغی موت، قلبی توقف، سانس کے نظام، اور آلات کے اثرات کو بھی سمجھنا پڑتا ہے۔

مجمع الفقہ الاسلامی الدولي نے آلاتِ انعاش کے بارے میں یہ اصول بیان کیا کہ اگر دل اور سانس مکمل طور پر بند ہو جائیں اور ماہر ڈاکٹر یہ فیصلہ کریں کہ واپسی ممکن نہیں، یا دماغ کے تمام وظائف قطعی طور پر ختم ہو جائیں اور ماہرین کے نزدیک یہ حالت ناقابلِ واپسی ہو، تو ایسی صورت میں آلاتِ انعاش ہٹانے کی گنجائش ہے۔ اس فیصلے سے معلوم ہوتا ہے کہ معاصر فقہی اجتہاد میں طبی حقیقت اور شرعی آثار کو ایک ساتھ سامنے رکھا جاتا ہے۔[23]

معاصر مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ تلفیق کا درست دائرہ وہی ہے جہاں مسئلہ اجتہادی ہو، اس کی صورت جدید ہو، نصِ قطعی اس کی جزئی صورت پر موجود نہ ہو، اور مختلف فقہی اصولوں کو جمع کیے بغیر اس کا متوازن حل ممکن نہ ہو۔ اسلامی بینکاری میں مالیاتی عقود کی تشکیل، اعضاء کی پیوندکاری میں حفظِ نفس اور حرمتِ انسان کا توازن، ٹیسٹ ٹیوب بے بی میں علاج اور حفظِ نسب کا امتزاج، اور وینٹی لیٹر کے مسئلہ میں طبی حقیقت اور شرعی آثار کا ربط، یہ سب اس بات کی مثالیں ہیں کہ تلفیق اگر اصولی، مقاصدی اور اجتماعی اجتہاد کے تابع ہو تو معاصر فقہ میں مفید کردار ادا کر سکتی ہے۔

نتائج:

اس تحقیق سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ "تلفیق بین المذاہب" کا مسئلہ اسلامی فقہ کے ان اہم مباحث میں سے ہے جس پر مختلف ادوار میں علماء نے گہرے غور و فکر کے بعد مختلف آراء پیش کی ہیں۔ قدیم فقہی لٹریچر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر متقدمین فقہاء نے ایسی تلفیق کو ناپسند

[22] International Islamic Fiqh Academy, Qarār Raqm 16 (3/4)
[23] International Islamic Fiqh Academy, Qarār Raqm 17 (5/3)

کیا ہے جس کے نتیجے میں ایسا مرکب عمل وجود میں آ جائے جو کسی ایک مجتہد یا فقہی مذہب کے نزدیک بھی درست نہ ہو۔ ان کے نزدیک اس طرح کی تلفیق دین کے ساتھ تلاعب اور تتبعِ رخص کے دروازے کھول سکتی ہے، جس سے فقہی نظم وضبط متاثر ہونے کا اندیشہ پیدا ہوتا ہے۔ تاہم اس کے ساتھ یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ فقہی مذاہب کے اندر خود بعض علماء نے مخصوص شرائط کے ساتھ مختلف مذاہب کی آراء سے استفادہ کی گنجائش کو تسلیم کیا ہے۔ ان کے نزدیک اگر کسی مسئلے میں مختلف فقہی اقوال موجود ہوں اور ان میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے سے لوگوں کے لیے غیر معمولی مشقت یا عملی دشواری پیدا ہو، تو شریعت کے اصولِ آسانی اور رفعِ حرج کو سامنے رکھتے ہوئے دوسرے معتبر فقہی قول سے استفادہ کیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ اس سے کسی قطعی نص، اجماع یا مقاصدِ شریعت کی مخالفت لازم نہ آئے۔ مزید یہ کہ تحقیق سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ تلفیق کا دائرہ بنیادی طور پر ان مسائل تک محدود ہے جو اجتہادی اور ظنی نوعیت کے ہوں۔ وہ احکام جو قطعی دلائل سے ثابت ہیں، جیسے ارکانِ اسلام اور واضح محرمات، ان میں نہ اختلاف کی گنجائش ہوتی ہے اور نہ ہی تلفیق کا کوئی تصور پایا جاتا ہے۔ اس لیے فقہی مباحث میں تلفیق کو صرف فروعی اور اجتہادی مسائل کے تناظر میں ہی زیرِ بحث لایا جاتا ہے۔ معاصر دور میں پیدا ہونے والے پیچیدہ معاشی، سماجی اور طبی مسائل نے فقہ اسلامی کے لیے نئے چیلنجز پیدا کیے ہیں۔ جدید بینکاری، عالمی تجارت، طبی ٹیکنالوجی اور حیاتیاتی اخلاقیات جیسے موضوعات میں ایسے مسائل سامنے آتے ہیں جن کے حل کے لیے بعض اوقات مختلف فقہی مذاہب کی آراء کا تقابلی مطالعہ ناگزیر ہو جاتا ہے۔ اس تناظر میں بعض معاصر فقہی اداروں اور علماء نے اصولی شرائط کے ساتھ تلفیق کو ایک عملی فقہی طریقۂ کار کے طور پر استعمال کرنے کی گنجائش کو تسلیم کیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ تلفیق نہ تو مطلق طور پر ممنوع ہے اور نہ ہی اسے مکمل آزادی کے ساتھ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ اس کا جواز مخصوص فقہی اصولوں، شرائط اور مقاصدِ شریعت کی رعایت کے ساتھ وابستہ ہے۔ اگر تلفیق کو علمی دیانت، مقاصدِ شریعت اور اجتماعی اجتہاد کے اصولوں کے تحت استعمال کیا جائے تو یہ جدید مسائل کے حل میں ایک مفید علمی ذریعہ ثابت ہو سکتی ہے۔ تاہم اگر اسے محض سہولت پسندی یا خواہشات کی پیروی کے لیے استعمال کیا جائے تو یہ فقہی نظم اور شریعت کے بنیادی مقاصد کے منافی ہو سکتی ہے۔ اسی لیے ضروری ہے کہ معاصر فقہی مباحث میں تلفیق کو اعتدال، احتیاط اور علمی ذمہ داری کے ساتھ بروئے کار لایا جائے۔

سفارشات:

اس تحقیق کی روشنی میں چند اہم سفارشات پیش کی جاتی ہیں جو فقہ کی تشکیلِ نو اور مسئلۂ تلفیق کے متوازن استعمال میں رہنمائی فراہم کر سکتی ہیں:

اجتماعی اجتہاد کو فروغ دیا جائے:

معاصر پیچیدہ مسائل کے حل کے لیے ضروری ہے کہ انفرادی آراء کے بجائے اجتماعی اجتہاد کو ترجیح دی جائے۔ اس مقصد کے لیے فقہی اکیڈمیوں، علمی اداروں اور ماہرینِ شریعت کو باہمی تعاون کے ساتھ ایسے مسائل کا جائزہ لینا چاہیے تاکہ مختلف فقہی آراء کا تقابلی مطالعہ کر کے متوازن اور مستند نتائج تک پہنچا جا سکے۔

تلفیق کو واضح اصولوں اور شرائط کے تحت استعمال کیا جائے:

تلفیق کو بلا ضابطہ اختیار کرنے کے بجائے اسے ان اصولوں کے ساتھ مشروط رکھا جائے جو فقہاء نے بیان کیے ہیں، مثلاً یہ کہ اس سے کسی قطعی نص، اجماع یا مقاصدِ شریعت کی مخالفت لازم نہ آئے اور نہ ہی اس کے نتیجے میں ایسا مرکب عمل وجود میں آئے جو کسی بھی معتبر فقہی مذہب کے مطابق صحیح نہ ہو۔

تتبعِ رخص سے اجتناب کیا جائے:

تلفیق کو محض آسان آراء کے انتخاب یا خواہشات کی پیروی کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیے۔ اگر مختلف مذاہب کی آراء سے استفادہ کیا جائے تو اس کا مقصد حقیقی ضرورت، مصلحتِ عامہ اور شریعت کے مقاصد کا حصول ہونا چاہیے، نہ کہ محض سہولت پسندی۔

فقہی مذاہب کے تقابلی مطالعہ کو فروغ دیا جائے:

جامعات اور دینی مدارس میں فقہی مذاہب کے تقابلی مطالعہ کو زیادہ منظم انداز میں پڑھایا جائے تاکہ طلبہ اور محققین مختلف فقہی مکاتب کے اصول اور دلائل کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔ اس سے جدید مسائل کے حل میں زیادہ جامع اور متوازن فقہی نقطۂ نظر سامنے آسکتا ہے۔

معاصر مسائل پر تحقیقی کام کو بڑھایا جائے:

جدید معاشی، طبی اور سماجی مسائل کے حوالے سے مزید تحقیقی مطالعات کی ضرورت ہے۔ خصوصاً اسلامی بینکاری، بایو ایتھکس (Bioethics) اور بین الاقوامی معاشی معاملات جیسے موضوعات میں مختلف فقہی آراء کے تناظر میں تحقیق کی جائے تاکہ شریعت کے اصولوں کے مطابق قابلِ عمل حل پیش کیے جا سکیں۔

مقاصدِ شریعت کو بنیادی معیار بنایا جائے:

فقہ کی تشکیلِ نو اور مسئلۂ تلفیق کے استعمال میں مقاصدِ شریعت کو بنیادی رہنما اصول کے طور پر پیش نظر رکھا جائے۔ اس سے یہ یقینی بنایا جا سکے گا کہ فقہی اجتہاد صرف نظری بحث تک محدود نہ رہے بلکہ انسانی زندگی کے لیے حقیقی سہولت، عدل اور مصلحت کا باعث بنے۔

ان سفارشات کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر تلفیق کو علمی دیانت، فقہی اصولوں اور مقاصدِ شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے استعمال کیا جائے تو یہ معاصر فقہی مسائل کے حل میں ایک مفید اور مؤثر طریقہ کار ثابت ہو سکتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography/کتابیات

* Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions (AAOIFI), Shari'ah Standards, Manama: AAOIFI, SS 8: Murābaḥah, SS 9: Ijārah and Ijārah Muntahiyah bi-al-Tamlīk, SS 10: Salam and Parallel Salam, SS 11: Istiṣnāʿ and Parallel Istiṣnāʿ, SS 12: Sharikah and Modern Corporations.
* Al-Ḥaṣkafī, Muḥammad ibn ʿAlī, Al-Durr al-Mukhtār Sharḥ Tanwīr al-Abṣār wa-Jāmiʿ al-Biḥār, taḥqīq: ʿAbd al-Munʿim Khalīl Ibrāhīm, Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1423 AH, 16.

* Al-Dasūqī, Muḥammad ʿArafah. Ḥāshiyat al-Dasūqī ʿalā al-Sharḥ al-Kabīr. Beirut: Dār al-Fikr, n.d. 1:170.
* Al-Nābulusī, ʿAbd al-Ghanī ibn Ismāʿīl. Khulāṣat al-Taḥqīq fī Bayān Ḥukm al-Taqlīd wa-al-Talfīq. Maktabah Ḥaqīqiyyah, n.d. 17.
* Al-Qarāfī, Aḥmad ibn Idrīs, Sharḥ Tanqīḥ al-Fuṣūl, taḥqīq: Ṭāhā ʿAbd al-Raʾūf Saʿd, Miṣr: Sharikat al-Ṭibāʿah al-Fanniyyah al-Muttaḥidah, 1393 AH/1973 CE, 432.
* Al-Saffārīnī, Muḥammad ibn Aḥmad, Risālat al-Saffārīnī fī al-Talfīq, taḥqīq: ʿAbd al-ʿAzīz al-Dukhayyil, Riyadh: Dār al-Aṣmaʿī, 1418 AH, 171.
* Al-Shāṭibī, Ibrāhīm ibn Mūsā. Al-Muwāfaqāt. Edited by Abū ʿUbaydah Mashhūr ibn Ḥasan Āl Salmān. Dār Ibn ʿAffān, 1417 AH/1997 CE. 2:9.
* Al-Zarkashī, Badr al-Dīn Muḥammad ibn Bahādur, Al-Baḥr al-Muḥīṭ fī Uṣūl al-Fiqh, taḥqīq: Muḥammad Muḥammad Tāmir, Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1421 AH, 4/595.
* Al-Zuḥaylī, Wahbah ibn Muṣṭafā. Al-Fiqh al-Islāmī wa-Adillatuh. Damascus: Dār al-Fikr, 4th ed., n.d. 1:106.
* bn Taymiyyah, Abū al-ʿAbbās Aḥmad ibn ʿAbd al-Ḥalīm, Al-Fatāwā al-Kubrā, Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1308 AH, 3/123.
* Ibn ʿĀbidīn, Muḥammad Amīn. Ḥāshiyat Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār. Egypt: Maṭbaʿat Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī wa-Awlādih, 1386 AH. 1:75.
* Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Mukarram. Lisān al-ʿArab. Beirut: Dār Ṣādir, 1404 AH. 10:330.
* Ibn Taymiyyah, Aḥmad ibn ʿAbd al-Ḥalīm, Majmūʿ al-Fatāwā, jamʿ wa-tartīb: ʿAbd al-Raḥmān ibn Muḥammad ibn Qāsim, Al-Madīnah al-Munawwarah: Majmaʿ al-Malik Fahd li-Ṭibāʿat al-Muṣḥaf al-Sharīf, 1425 AH/2004 CE, 32/101.
* International Islamic Fiqh Academy, Qarār Raqm 26 (1/4).
* International Islamic Fiqh Academy, Qarār Raqm 16 (3/4).
* International Islamic Fiqh Academy, Qarār Raqm 17 (5/3).
* Khālid Sayf Allāh Raḥmānī. Qāmūs al-Fiqh. Karachi: Zamzam Publishers, 1408 AH. 175.
* Muḥammad ibn ʿAbd al-Razzāq. Al-Talfīq: Mawqif al-Uṣūliyyīn Minh. Kuwait: Wizārat al-Awqāf wa-al-Shuʾūn al-Islāmiyyah, 1434 AH. 150.
* Qushairi,Muslim ibn al-Ḥajjāj. Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ. Kitāb al-Jihād wa-al-Siyar, Ḥadīth No. 1734.

Al-Marjān Research Journal

CERTIFICATE OF PUBLICATION

ACCEPTANCE LETTER

This certifies that the article titled

A Critical and Analytical Study of the Scope of Talfiq in the Reconstruction of Islamic Jurisprudence

penned by

Hafiz Muhammad Jaffer

PUBLICATION INFORMATION

VOLUME/ ISSUE	PUBLICATION PERIOD	ACCEPTANCE DATE	ISSN (PRINT): 3006-0362 ISSN (ONLINE): 3006-0370	STATUS
4/1	Jan –Mar (2026)	10 Nov 2025		Published & Accepted

Prof. Dr. Muhammad Saad Siddiqui
Editor-in-Chief: Al-Marjān Research Journal

PUBLISHER: Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan (SMC-Private) Limited
Website: https://al-marjan.com.pk | Email: editorialmarjan@gmail.com | Contact: +92 306 6804052